علماء کرام کا آپس کا ربط وتعلق ہی مضبوط بنیادوں پر ہو، ٹانگیں کھینچنے یا حسد کی بنیاد پر نہ ہو، بلکہ اصلاحی ہمارے تعلقات ہونے چاہییں۔ امید ہے کہ میری ان گزارشات کو آپ نے برداشت بھی کیا ہوگا اور کچھ ان میں یقینی طور پر ہمیں رہنمائی کی باتیں بھی ملی ہوں گی۔ اللہ تعالیٰ سے دعا ہے کہ وہ پوری زندگی دین مبین کے لیے دین کی استقامت اور تمام مسائل کے حل کے لیے ہمیں وسائل عطا فرمائیں۔ واخر دعوانا ان الحمد للہ رب العالمین۔

## مولانا مفتی فخر الدین عثمانی (مدرس مدرسہ اشرف العلوم، گوجرانوالہ)

نحمدہ ونصلی علی رسولہ الکریم، امابعد!

میرے بھائیو اور میرے دوستو!

آپ نے بڑا علمی، تفصیلی اور معلوماتی بیان سنا ہے۔ چونکہ ہم لوگ یہاں پر جمع ہیں، اپنے اپنے تجربات کی روشنی میں تذکرہ کرنا ہے۔ کوئی مسجد کا امام ہے اور کوئی خطیب ہے، مسجد کے ساتھ تعلق ہے، مسائل ہیں اور کچھ کوتاہیاں ہیں۔ بڑی مفید باتیں سامنے آئی ہیں۔ میں اپنے ذہن میں کچھ باتیں سوچ کر آیا تھا، ان کا تذکرہ کروں گا۔ چونکہ انتظامیہ یہاں موجود نہیں ہے، ائمہ وخطبا موجود ہیں، اس لحاظ سے میں اسی پہلو پر تھوڑے وقت کے اندر اپنی گزارشات پیش کروں گا۔

سب سے پہلی بات جس کے بارے میں، میں عرض کرنا چاہ رہا ہوں، نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم کا فرمان ہے کہ علماء انبیاء کے وارث ہیں۔ ائمہ وخطبا جو ہیں، وہ نبیوں کے وارث ہی ہیں۔ انبیا کی کیا ذمہ داریاں ہوتی تھیں؟ انبیاء کرام کن کن شعبوں میں کام کرتے تھے؟ آج ہم نے ایک شعبہ لے لیا، نماز کا، عبادت کا شعبہ لے لیا۔ ائمہ وخطبا کی ایک بڑی کوتاہی کی بات یہ ہے کہ جن کا کسی کالج، اسکول، مدرسے کے ساتھ تعلق نہیں ہے، نماز فجر کے بعد بہت دیر تک سوتے رہتے ہیں۔ گیارہ بارہ بجے سے پہلے ان کو اٹھنا نہیں ہے۔ وہاں لکھا ہے کہ آپ نماز کے وقت خطیب صاحب سے مل سکتے ہیں، یعنی نماز سے پہلے ملنے کا کوئی ٹائم نہیں ہے۔ میرے بھائی! یہ بڑی کوتاہی کی بات ہے۔ علماء کرام انبیاء کے وارث ہیں اور انبیاء کے ہاں اس طرح کا سسٹم نہیں تھا کہ فلاں وقت ملاقات ہے اور فلاں وقت نہیں ہے۔ اپنے اوقات کے بارے میں محاسبہ کریں۔ اوقات ایک بڑا سرمایہ ہیں اور اس وقت کو برباد کر دینا سمجھداری کی بات نہیں ہے۔ سونے جاگنے کے بارے میں ایک نظم بنایا جائے۔

جس طرح میرے بھائی نے کہا کہ ریٹ بڑھانا ہے تو اپنا معیار بڑھاؤ، معیار بڑھے گا تو ریٹ بڑھے گا۔ سونے سے معیار نہیں بڑھتا۔ جو معیار بڑھاتے ہیں، وہ راتوں کو جاگتے ہیں اور محنت کرتے ہیں، اس لیے میں آپ سے گزارش کروں گا اور اپنے آپ سے بھی کہوں گا کہ لمبا سونا دن کے وقت یہ شایان شان نہیں ہے، کوئی اچھی بات نہیں ہے۔ خطبا اور ائمہ حضرات کا اپنے ساتھیوں کے ساتھ خلط ملط ہو جانا، دکھ درد کا ساتھی بن جانا، وہ مقتدی حضرات ائمہ اور خطبا کے بارے میں یہ سمجھیں کہ ہمارے خیر خواہ ہیں، یہ ہمیں بہتر رائے دینے والے مشیر ہیں۔ اس طرح ان کے ساتھ خلط ملط ہو جانا ضروری ہے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی طرز زندگی سے کیا پتہ چلتا ہے؟ حضرات صحابہ کرام اسی طرح آپ کے ساتھ خلط ملط تھے، اپنے گھریلو مسائل اسی طرح آپ کے ساتھ شیئر کرتے تھے، اپنے مسائل گھر میں

حل کرنے کی کوشش کرتے تھے اور جب وہ گھر میں حل نہیں ہوتے تو وہ آپ کے سامنے ان کو پیش کرتے تھے۔

مجھے واقعہ یاد ہے کہ ایک صاحب نے آپ کے سامنے اپنے بیٹے کی شکایت کی کہ بیٹے کی شادی کی ہے، وہ رات بھر نفل پڑھتا ہے اور دن میں روزے رکھتا ہے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اسے بلایا۔ مسلم شریف میں تفصیل ہے۔ آپ نے اس سے کہا کہ بہترین روزہ وہ ہے جو حضرت داؤد علیہ السلام رکھتے تھے اور پھر آپ کا یہ فرمانا کہ ان لنفسك علیك حقا و ان لزوجك علیك حقا۔ تفصیل کے ساتھ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا۔ آج ہمارے پاس کسی مقتدی کی بات آ جائے گی، وہ تذکرہ کر دے گا اور پھر ہم نے چورا ہے میں محلے میں اس کا اشتہار لگا دینا ہے۔ آج ہمارے مقتدی کو اعتماد نہیں ہے۔ وہ یہ سمجھتا ہے کہ اگر میں نے اپنے گھر کی بات خطیب صاحب سے کر دی تو وہ دوسری محفل میں جو لوگ ہوں گے، ان کے سامنے تذکرہ کر دیں گے کہ فلاں صاحب ایسے ہیں اور ان کے گھر کا مسئلہ یا ان کے گھر کی بات ایسے ہے۔

امامت کوئی چھوٹی بات نہیں ہے۔ میں نے ایک جگہ حدیث پڑھی ہے، حوالہ مجھے ابھی یاد نہیں ہے کہ آپ کا ارشاد ہے کہ جتنے مقتدی نماز پڑھیں گے، ان ساروں کا ثواب امام کو ملے گا۔ مقتدی کو اپنی اپنی نماز کا ثواب ملے گا۔ بڑا درجہ ہے، جیسے بھائی نے حدیث پڑھی ہے: الامام ضامن کہ امام ذمہ دار ہے اور ذمہ داری کا تقاضا یہ ہے کہ جو ذمہ داری ہے، اس کو پورا کرے۔ میری اور آپ کی کوتاہی یہ ہے کہ اگر نماز کا وقت دو بجے ہے تو امام صاحب دو بجے پہنچ جائیں گے۔ کسی کی کیا جرات کہ پوچھ لے کہ امام صاحب، ظہر کی سنتیں بھی ادا کی ہیں یا نہیں کیں؟ اور پھر اس کے بعد مقتدی ابھی سنتوں میں مگن ہیں تو امام صاحب نے چھلانگ لگائی ہے، سائیکل پکڑنی ہے اور ٹیوشن سنٹر پہنچ جانا ہے۔ میرے بھائی! یہ بھاگ دوڑ کی نماز، اس کے اندر وہ خشوع وخضوع نہیں رہتا۔ مجھے اپنے استاد کی بات یاد ہے کہ وہ زمانہ تھا کہ جب نفلوں کے لیے بہترین جگہ گھر تھی۔ آج جو پرفتن دور ہے، اس کے لیے بہترین جگہ مسجد ہے۔ امام صاحب کو چاہیے کہ پہلے کے نوافل بھی اور بعد کے نوافل بھی بلکہ سنت مؤکدہ سمیت پوری نماز مسجد کے اندر پڑھے۔ عام ائمہ کے بارے میں مقتدیوں کا یہ خیال ہے کہ یہ سنتیں اور نوافل ادا نہیں کرتے۔ غلط فہمیوں سے اپنے مقتدیوں کو بچانا یہ بھی ذمہ داری ہے۔

پھر حلال اور حرام کے مسائل ہیں، ان کے بارے میں معلومات لینا اور ان معلومات کو اپنے مقتدیوں کے ساتھ شیئر کرنا یہ ذمہ داری ہے۔ ہمارے مقتدیوں کا ان کے بارے میں ذہن نہیں ہے کہ یہ حلال ہے یا حرام ہے۔ جہاں میں امامت کراتا ہوں، وہاں ہمارے ایک دوست ہیں اور سرکاری محکمے میں ہیں اور ایسے محکمے میں ہیں جہاں پر بڑا مال جمع کیا جا سکتا ہے، لیکن ایک پائی انہوں نے حرام کی نہیں لی ہے۔ بڑا صاف زمانہ اور بڑی حلال کمائی کو انہوں نے جمع کیا ہے۔

دوسرا یہ ہے کہ امام حضرات کے لیے چاہیے کہ اذان ہو تو وہ مسجد میں ہوں۔ میں رمضان المبارک میں چند نمازیں پڑھاتا ہوں اور میں یہ سمجھتا ہوں کہ جب امام مقتدیوں سے پہلے جاتا ہے، خشوع وخضوع سے سنتیں ونوافل پہلے ادا کرتا ہے تو اس نماز کا لطف اور مزہ ہی کچھ اور ہے۔ مجھے خود بھی اور مقتدیوں کو الگ مزہ آتا ہے۔ جب بھاگ دوڑ کے ساتھ آدمی پہنچتا ہے اور نماز ادا کرتا ہے اور پھر بھاگ دوڑ میں لگا رہتا ہے تو اس میں نماز کا مزہ بھی نہیں آتا، نہ امام کو آتا ہے اور نہ مقتدیوں کو آتا ہے۔ میرا خیال ہے اور میں اس میں اپنی کوتاہی سمجھتا ہوں اور یہ سمجھتا ہوں کہ مجھے اس

بارے میں کوشش کرنی چاہیے کہ جب نماز پڑھانی ہے اور اذان ہو تو اذان کے قریب قریب آدمی مسجد میں چلا جائے۔ اب ہوتا کیا ہے کہ خادم صاحب کہیں مسجد میں نہیں ہیں۔ امام کہتا ہے کہ میں نے نماز پڑھانی ہے۔ پنکھے چلتے ہیں، نہیں چلتے، صفیں سیدھی ہیں، نہیں سیدھی، مسجد کی موٹر چلی ہے نہیں چلی، وہ کہتا ہے کہ یہ کام خادم کا ہے۔ نہیں، میرے بھائی! مسجد میں جتنے لوگ ہیں، سب خادم ہیں۔ خطیب ہو، امام ہو، خادم ہو، یہ سارے خادم ہیں۔ جو منصب کے لحاظ سے بڑا ہے، اس کی ذمہ داریاں زیادہ ہیں۔ جو لوگوں کے کہنے سے پہلے جو مسجد کی ضرورت ہے، اس کا خیال رکھے۔ پنکھا چلانا ہے، موٹر چلانی ہے یا صفیں درست کرنی ہیں، ان سب چیزوں کا خیال رکھے اور جو بعد والے نوافل ہیں، ان کا بھی اہتمام کرے۔ اگر کوئی مقتدی کسی وقت کوئی کڑوی بات کہہ دے تو یہ مزاج کا جیسا بھی ہو، اس کی بات کو بردباری کے ساتھ برداشت کرے، اس لیے کہ یہ امام کی ذمہ داریوں کے اندر ہے۔ اگر لوگوں کا معاملہ یا رویہ اس کے ساتھ اچھا نہ بھی ہو تو اس کو چاہیے کہ اپنے مقتدیوں کے معاملہ اچھے طریقے کے ساتھ اخلاقی پہلوؤں کو اور اخلاقی قدروں کا لحاظ رکھتے ہوئے ان کے ساتھ معاملہ کرے۔

جس طرح کہ مولانا صاحب نے کہا کہ غمی، خوشی کے جو معاملات ہیں، ان کے اندر شرکت کرنی چاہیے، لیکن خوشی کا یہ مطلب نہیں ہے کہ اسٹیج کے ایک طرف مرد بیٹھے ہیں اور ایک طرف عورتیں بیٹھی ہیں۔ معاف فرمانا، لاہور کینٹ میں ایک ہی جگہ عورتیں بھی موجود ہیں اور مرد بھی۔ ہمارے خطیب صاحب نے کہا تھا لاہور سے آئے تھے کہ خوشی میں شامل ہونا۔ امامت اور خطابت کے کچھ تقاضے ایسے بھی ہیں کہ ایسے خوشیوں کے موقع پر ہم کو اپنے آپ کو بچانا ہوگا۔ اللہ تبارک وتعالیٰ مجھے بھی اور سب کو بھی جو ضامن کی ذمہ داری بنتی ہے، وہ احسن طریقے سے پوری کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔

جو امام صاحب ہیں، وہ تو نماز میں پہنچ جائیں گے۔ اب جس جگہ پر ایک امام اور ایک خطیب ہے، آپ دیکھیں گے کہ خطیب صاحب سب سے آخر والی صف کے اندر ہوں گے، کیونکہ انہوں نے نماز نہیں پڑھانی ہے۔ وہ کہتے ہیں کہ ہم پر اور بھی ذمہ داریاں ہیں۔ سب سے آخری صف میں خطیب صاحب اور مفتی صاحب ہوں گے، اس لیے کہ انہوں نے امامت نہیں کرانی۔ یہ ہماری کوتاہیاں ہیں اور ہمیں ان کوتاہیوں کا محاسبہ کرنا چاہیے۔ ہمارے معاشرتی معاملات بڑے غلط ہیں۔ کہیں عزیز داری ہے اور کہیں رشتہ داری ہے، اگر کہیں کسی کے ساتھ اختلاف ہے تو ایسے اڑ گئے کہ کوئی لچک نہیں ہے۔ کسی کو سمجھانا یا سمجھنا تو اپنے دنیاوی لحاظ سے معاملات ہیں۔ ایک مولوی کو سمجھانا اور ایک مولوی کو سمجھنا بڑا مشکل مرحلہ ہے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ علماء نبیوں کے وارث ہیں۔ آپ بہترین معلم تھے، آپ بڑے مہربان اور رحیم تھے۔ آپ نے وہ واقعہ تو سنا ہوگا کہ مسجد میں کسی نے پیشاب کر دیا تو آپ نے نہ مارا نہ پیٹا اور نہ ہی اس کو ڈانٹا اور نہ ہی سختی کی، بلکہ پیار اور محبت کے ساتھ اسے سمجھا دیا اور مسجد کی صفائی کرا دی۔ اسی طرح جو مسجد کے مسائل ہیں، ان کو احسن طریقے سے پورا کریں۔ مختلف مزاج کے لوگ ہیں۔ جن کی کہیں نہیں چلتی، وہ مسجد میں اپنی چلانے کی کوشش کرتے ہیں۔ احسن طریقے کے ساتھ ان کی جنگ اور ان کے فتنے سے اپنے دامن کو بچا کر اپنے اللہ تعالیٰ کی رضا کے لیے اس کو بڑی عبادت سمجھ کر اور بڑی ذمہ داری سمجھ کر ادا کرنا چاہیے۔ اللہ تعالیٰ کوتاہیوں کی اصلاح کرنے کی توفیق عطا فرمائے اور ان ذمہ داریوں کو قبول و منظور فرمائے۔ (جاری)